خاندان مسیح موعودؑ میں ایک اور مولود مسعود

بہ ہر روز کر مبارک سبحان من یرانی

۲۶ اگست ۱۹۱۸ء کو عصر کی نماز سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں ایک اور مولود مسعود آیا۔ یعنے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو ان برکات اور فضلوں سے بہرہ اندوز کرے جو اسکے برگزیدوں کو دیئے جاتے ہیں۔ ہم الحکم کی برادری کی طرف سے حضرت ام المومنین اور حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے تمام خاندان کو صدق دل سے مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نیکی اور سعادت میں اس کو عمر دراز عطا فرماوے۔ آمین +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم میں برساتی رنگ خوب پیدا ہو گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی تشریف آوری کے ساتھ ہی موسم کی حالت بدل گئی ہے۔ بارش خوب زور سے ہو چکی ہے اور قادیان کے چھپڑ اور ڈھاب پانی سے لبریز ہیں۔ اور ابھی آسمان ابر آلود ہے۔ اسوقت بھی بارش ہو رہی ہے (۲۸ اگست ۱۹۱۸ء)

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت کامل کیلئے احباب اپنی دعاؤں کا التزام رکھیں حضور کی صحت پہلے کی نسبت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ باوجودیکہ آپکو آرام کرنیکی بڑی ضرورت ہے مگر واپسی ڈلہوزی کے بعد آپ ایک نہایت اہم اور ضروری کام میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے توقع ہے کہ اسکے نتائج بابرکت ہونگے +

۳۔ ۲۴ اگست ۱۹۱۸ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں دو نکاحوں کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا خطبہ نکاح نہایت موثر و سبق آموز تھا۔ پہلا نکاح ڈاکٹر محمد دین صاحب ساکن ظفروال کا بابو محمد اسماعیل صاحب سٹیشن ماسٹر کی لڑکی فاطمہ بیگم سے سات سو روپیہ مہر پر ہوا۔ اور دوسرا شیخ محمد اسماعیل سرساوی کی لڑکی سے ساڑھے چھ سو روپیہ مہر پر میاں شیخ عطا محمد صاحب ساکن راہوں سے ہوا۔ اس میں بڑی خیر طاقادیان کی

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق احمدی جماعت کا فرض

(از جناب مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے)

میں ایک عرصہ دراز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے بنصرہ کے ارشاد کی تعمیل میں (جو حضور نے ڈلہوزی سے مجھے بھیجا ہے) آپ کو مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف توجہ دلاتا ہوں +

یہ کوئی مخفی امر نہیں کہ اس مدرسہ کو حضرت مسیح موعود نے ایک خاص تحریک کے ماتحت جاری فرمایا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ کہ یہ مدرسہ جو ایک معمولی پرائمری سکول کی صورت میں جاری کیا گیا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک کامیاب ہائی سکول ہے۔ اس مدرسہ میں جماعت کے سینکڑوں بچوں نے تعلیم پائی اور ان میں سے بہت بڑی تعداد دنیا کی زندگی کے مختلف شعبوں میں کامیاب زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور دینی حیثیت سے انگلستان اور ماریشس کے مشنری قاضی عبد اللہ صاحب اور مولوی غلام محمد صاحب بھی اسی سکول کے طالب علم ہیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے اور چودہری فتح محمد صاحب ایم۔ اے سلسلہ کی خدمت کے لئے جو کام کر رہے ہیں وہ بھی کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ یہ واقعات ہیں نے مدرسہ کی عظمت اور اس کے نتائج کی عمدگی کے لئے پیش کئے ہیں یہ مدرسہ دراصل آئندہ نسلوں میں احمدیت کی سچی روح پیدا کرنے اور موجودہ نسلوں کو ان بد اثرات سے بچانے کا ایک زبردست ذریعہ ہے جو مذہبی تعلیم کے بغیر نوجوانوں میں پیدا ہو جاتے ہیں +

قادیان کے ہائی سکول کی جو خصوصیتیں ہیں وہ دوسرے اسلامی سکولوں سے بھی امتیاز رکھتی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح یا آپ کے ارشاد کے ماتحت دوسرے بزرگوں مثلاً حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب قبلہ کے درس قرآن کریم اور جمعہ کے خطبات اور مختلف دینی تحریکوں اور تقریروں میں شامل ہونے سے طلباء میں مذہبی روح اور پختہ عملی روح پیدا ہوتی ہے اس لئے احمدی جماعت کے ہر فرد کا جو صاحب اولاد ہے یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو جبکہ وہ قابل تعلیم ہو جاوے قادیان کے تعلیم الاسلام سکول میں داخل کرے۔ اس مقصد کیلئے ایک عظیم الشان بورڈنگ کھولا گیا ہے جس کی اخلاقی تربیت اور نگہداشت کو غیر قوموں نے بھی رشک کی نظر سے دیکھا ہے۔ بورڈنگ کے طلبار کی مذہبی تعلیم و تربیت کی خصوصیت سے نگرانی کی جاتی ہے لیکن مدرسہ کے اجرا کی جو غرض اور اس کے جو فواید ہیں وہ پوری اور عام نہیں ہو سکتے جب تک ہر ایک احمدی بھی اپنے لئے یہ لازمی قرار نہ دے لے کہ ہر حالت میں اُن کے بچے قادیان میں تعلیم پائیں یہ بچے جو قادیان میں رہتے ہیں۔ اپنے والدین کے لئے ہمیشہ دعا کی ایک تحریک ہوتے ہیں۔ جن دوستوں کے بچے یہاں پہلے سے پڑھتے ہیں۔ وہ اس سے بخوبی واقف ہیں +

حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جماعت میں تعلیم کو اور مفید تعلیم کو عام کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے حضور نے پرائمری سکولوں کا ایک وسیع سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ ان سکولوں کے اجرا میں بھی زیادہ تر یہی بات ہے کہ وہ بچے جب پرائمری تعلیم سے فارغ ہوں۔ تو قادیان میں آ سکیں اور جو پرائمری کی تعلیم کا کورس بھی قادیان میں پورا کریں وہ تو بڑے ہی خوش قسمت ہیں +

اس لئے میں احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس غرض کو جو مدرسہ کے اجرا سے تھی پوری کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق اپنے فرض کا احساس کریں اور اگر انکے بچے قابل تعلیم ہیں تو بجز خاص معذوریوں کے کسی دوسری جگہ اپنے بچوں کو نہ بھیجیں۔ بلکہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل کرائیں۔ اگر خالص مذہبی تعلیم کو مقدم کرنا چاہیں تو اس کے لئے بھی قادیان کا مدرسہ احمدیہ حضرت مسیح موعود کی یادگار موجود ہے۔ ہر حالت میں احمدی جماعت کی تعلیم کا مرکز قادیان ہے۔ اور ہونا چاہئے +

ہو سکتا ہے کہ قادیان کے اخراجات کا سوال والدین کو بعض اوقات
سکول سے فائدہ اُٹھانے سے روک دے۔ یہ سچ ہے ہر گھر میں اخراجات
کا کوئی خاص حصہ بچوں کے لئے الگ نہیں کرنا پڑتا یہاں باقاعدہ
اُس کے ماہواری اخراجات بھیجنے پڑینگے۔ مگر میرے دوستو۔
اولاد کو ان قیمتی فوائد سے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے
کا ذریعہ ہیں محض چند سکوں کے خوف سے محروم کرنا قتل اولاد کے
برابر ہے چنانچہ فرمایا۔ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق
رزق کی تنگی کے خوف سے قتل اولاد کے عام طریقوں کے
علاوہ یہ قتل اولاد سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ کہ ایک باپ محض اس
تنگی کے خوف سے کہ اس کے کھانے پینے اور تعلیمی ضروریات کے
لئے روپیہ نہیں مل سکیگا اولاد کو علم اور پھر دینی علم اور پاک صحبت سے
محروم کردے۔ اور پھر دوسرے سکولوں میں کچھ نہ کچھ خرچ کرکے بھی
اولاد کو ایسے راستہ پر ڈال دے جو قرۃ العین کا موجب ہو +

دوستو! یہ دنیا کی فانی دولت اور ہاتھ کی میل جو دھات کی شکل
میں مال سے تعبیر کیجاتی ہے۔ اگر اولاد کی آئندہ بہتری اور پاک
تربیت میں خرچ ہوگی تو تمہارے لئے حسنات الدارین کا ذریعہ ہو سکتی
ہے مجھے ضرورت نہیں کہ میں زوردار الفاظ میں آپ کو تحریک کروں
جس طرح سلسلے کی دوسری خصوصیات کو قائم رکھنا آپ اپنا
فرض سمجھتے ہیں اسی طرح آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے بچوں کو مدرسہ
تعلیم الاسلام میں داخل کریں میں یہ چٹھی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ
تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت آپ کو بھیجتا ہوں اور مجھے یقین ہے
کہ وہ ارادت و اخلاص جو آپ کو اس سلسلہ سے ہے اور وہ پاک
جذبات جو آپ اپنی اولاد کے لئے رکھتے ہیں اور وہ جوش جو
حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے
آپکے دل میں ہے اس چٹھی کے پڑھ لینے کے بعد آپکو مجبور کریگا۔ کہ ایک
آن کے لئے بھی آپ پسند نہ کریں کہ آپ کی اولاد کسی دوسری جگہ تعلیم
پائے۔ اللہ تعالیٰ آپکے دل میں اس پاک تحریک کا اپنے ملائکہ کے ذریعہ
نشوونما کرے۔ آمین +

آپ کا اتنا ہی فرض نہیں کہ آپ اپنے بچوں کو یہاں بھیجیں بلکہ دوسرے
احباب کو بھی تحریک کریں اور مجھے جواب دیں کہ آپ نے اس تحریک
پر کیا کارروائی کی تاکہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کرسکوں۔
جو آپ کے لئے اور ہم سب کے لئے ایک خاص دعا کی محرک ہوگی
والسلام +

معاونین وانصار الحکم

اخبارات کے لئے یہ نہایت نازک وقت ہے اور ہر اخبار کو اپنی
ہستی کے قایم رکھنے کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے الحکم بھی
اس سے مستثنیٰ نہیں مگر خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ الحکم کے مربیوں میں
ایسی جماعت ہے جو ہمیشہ اپنی طاقت سے بڑھکر اس کی امداد کرنیکو
تیار رہتے ہیں الحکم کے دور جدید میں اس کے قیام و بقا کے لئے
جن تین تجاویز کا ذکر کیا گیا تھا آج میں پہلی تجویز یعنے مربیان درجہ
اول کا نتیجہ پیش کرتا ہوں۔ میں نے چاہا تھا کم از کم پچاس بزرگ
بیس روپیہ سالانہ دیں ہر چند پورے طور پر میں تحریک نہیں کرسکا تاہم
گذشتہ سات ماہ کے اندر جن بزرگوں نے اس پر توجہ کی میں انکے
اسماء گرامی ذیل میں درج کرتا ہوں یہ بزرگ نمایش و اعلان سے
مستنفر ہیں مگر یہ اعلان اس۔ لئے کرتا ہوں کہ اس تحریک کا نتیجہ پیش
کرسکوں اور دوسروں کو تحریک ہو۔ اس طبقہ میں دو قسم کے لوگ ہیں
ایک وہ جو الحکم کے خاص مربی ہیں اور جو قیمت بھی الحکم کی مقرر کردی
جاوے وہ ادا کرنے کو تیار ہیں اور ہمیشہ اُنہوں نے الحکم کی امداد
کے لئے اپنے دل وجیب کو کشادہ پایا ہے اور بعض وہ ہیں جو اس
دور جدید میں شریک ہوئے ہیں بہرحال اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے
مقاصد میں کامیاب کرے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے عہد سعادت کی یادگار الحکم کو زندہ رکھنا چاہا ہے خدا تعالیٰ

اُنہیں زندہ جاوید بناوے + آمین۔

(۱) خانصاحب مولوی غلام محمد خانصاحب گلگت

(۲) مولوی حافظ غلام رسول صاحب سٹیشن ماسٹر

(۳) نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب

(۴) مولوی غلام اکبر خانصاحب جج ہائی کورٹ دکن

(۵) سیٹھ حسن صاحب دکن

(۶) مولوی محمد ابو الحمید صاحب آزاد دکن

(۷) سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب دکن

(۸) بابو فضل کریم صاحب حیدر آباد دکن

(۹) جناب ڈاکٹر کپتان سید محمد حبیب اللہ بالقابہ

(۱۰) اخوند محمد افضل خانصاحب سب انسپکٹر پولیس ضلع ملتان

(۱۱) میر اعجاز حسین صاحب سب ڈویژنل آفیسر

(۱۲) سید جناب سید حمید میاں صاحب بلڈنگ کنٹرکٹر بمبئی

(۱۳) جناب خانصاحب میاں عبد اللہ خانصاحب خلف الرشید حضرت نوابصاحب قبلہ +

گویا پچاس مطلوبہ مربیوں میں سے سات ماہ کے اندر تیرہ بزرگوں نے توجہ کی ہے اس حساب سے یہ تعداد پوری کرنے کے لئے ۲۸ مہینوں کا عرصہ چاہئے مگر نہیں مجھے خدا کے فضل سے یقین ہے کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے یہ تعداد پوری ہو جائے گی +

ان کے علاوہ دو اور بزرگوں نے حصہ لیا ہے ایک بزرگ نے مجھے نہایت زور کے ساتھ منع کیا ہے کہ انکا نام ظاہر نہ کیا جائے اُنہوں نے ۵ اخبار کے اجرا کے ساتھ علاوہ قیمت کے ارسال کئے۔ اُنہیں سلسلہ کے کاموں میں جوش اور اخلاص سے حصہ لینے کا ہمیشہ سے شوق ہے اللہ تعالیٰ انکے اخلاص کو بڑھائے +

دوسرے میرے مکرم بھائی ابو بکر عرب ہیں جنہوں نے جدہ سے پچاس روپیہ بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے +

مجھے صاف صاف کہدینا ہے کہ الحکم کے اجرا اور استقلال کا بار امانت حضرت خلیفہ اول نے اپنی ایام زندگی میں حضرت خلیفہ ثانی پر رکھدیا اس لئے جو لوگ اس کے زندہ رکھنے میں ساعی ہوں گے وہ ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ بارہویں ستون کا ثواب لینگے دوسری طرف حضرت خلیفہ ثانی کی خاص دعاؤں کے مستحق ٹھہریں گے +

باقی تعداد کو بہت جلد پورا کر دینا چاہیے۔ ۳۷ بزرگ قدم اٹھائیں اس کے بعد میں تجویز نمبر دوم کا نتیجہ آخر ستمبر میں انشاء اللہ مشتہر کرونگا خدا کا شکر ہے کہ برابر الحکم پابندی وقت کے ساتھ خدا کے فضل سے شایع ہو رہا ہے احباب سمجھ لیں کہ اگر انہوں نے الحکم کی اعانت میں میرا ہاتھ بٹایا تو الحکم انشاء اللہ ایک مضبوط چٹان پر کھڑا ہو جائیگا +

مندرجہ بالا فہرست کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے زیادہ حصہ اس خصوص میں حیدر آباد دکن نے لیا ہے۔ جہاں کے بزرگوں نے کل تعداد مطلوبہ کا ۱/۵ پورا کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ابھی ایک دو اور بزرگ اس فہرست میں اپنا نام داخل کرائیں گے +

اس قدر ذکر کرنے کے بعد میں اخبار کے عام خریداروں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے محض فضل سے سات ماہ سے برابر الحکم پابندی وقت کے ساتھ نہایت عمدہ کاغذ پر شایع ہو رہا ہے ایسی حالت میں اگر اسکی قیمت وقت پر ادا نہ کی جاوے تو نہایت افسوس کا مقام ہوگا پیشگی قیمت کے بغیر اخبار کا کام نہیں چل سکتا لیکن جن احباب نے اب تک قیمت ادا نہیں کی انہیں کوئی عذر وصولی وی پی میں نہیں ہونا چاہئے ہیں اس تحریر کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ

الحکم کی سالانہ قیمت وصول کرنیکے لئے وی پی بھیجنے کا سلسلہ جاری ہے جو صاحب ابھی وی پی لینے کیلئے تیار نہوں وہ بذریعہ کارڈ اطلاع دیں تاکہ وہ جسوقت چاہیں اسوقت وی پی ارسال کیا جاوے مگر جو ایسا نہ کریں وہ خواہ کیسی ہی تکلیف اٹھائیں الحکم کے وی پی کو وصول کریں۔ کیونکہ یہ زیر بار کارخانہ مزید زیر باری کا

شمولیت ۱۹۱۸ - ایڈیٹر +

نیر کا سفرنامہ

۹ رجون ۱۹۱۸ء۔ وہ دل جسے کوچۂ دلدار سے محبت ہو وہ مجنوں جسے نجد کی ہوا میں لیلیٰ کی بو آئے۔ اُسے دیار محبوب سے اور کوئے جاناں سے عارضی طور پر بھی جدائی اختیار کرتے وقت خاص خیالات کا حامل ہونا پڑتا ہے مجھے قادیان سے روانہ ہوتے وقت اکثر وہ زمانہ یاد آجایا کرتا ہے جبکہ خدا کا مسیح علیہ الف الف صلوٰۃ زندہ تھا اور جب قادیان کا قیام دربار شام اور سیر صبح کے پرلطف سناظر سے زائرین کی روح کو اس قدر سرشار کرتا تھا کہ روانہ ہوتے وقت آنسوؤں کی روانی حالات قلب کی ترجمانی کیا کرتی تھی پھر مجھے وہ وقت یاد آجایا کرتا ہے جبکہ عزازیل کی بدولت میں اپنی کمزوری کا شکار ہو کر بہشت سے نکلا اور بٹالہ و قادیان کے راستے کو دو سال تک پیمایش کرتا رہا۔ اور آخر خدائے محمود کے طفیل میری عاقبت محمود کرنے کے سامان مہیا کئے اور میں اس مایوسی و بدقسمتی سے بچ گیا جبکا شکار ہمارے بعض رفیق ہوئے ہیں۔ غرض قادیان سے روانہ ہوئے اور رستہ بھر وہ خیالات جو قلب میں موجزن رہے جو اس رستہ کا خاصہ ہونا چاہئے اس راستہ کے گہرے گڑھے۔ مسافر کو زور سے ہلا کر بتاتے رہتے ہیں کہ "و یاتیک من کل فج عمیق" جس شان سے پورا ہوا ہم اس کے گواہ ہیں اس رستہ کی زمین یاد دلاتی رہتی ہے کہ خدا کے مسیح نے اس پر بارہا پیدل سفر کیا تھا+

راستہ طے ہو گیا بٹالہ کا سٹیشن آگیا گاڑی سٹیشن پر کھڑی نظر آئی مگر قبل اسکی سواری اسٹیشن پر پہنچتے لوہے کے گدھے نے چیخ دی اور چل پڑا اسوقت جو مایوسی کا سامنا ہوا کرتا ہے اور جو افسوس انسانی طبیعت محسوس کیا کرتی ہے اسکا اندازہ ناظرین کرام خود کر سکتے ہیں+

مایوسی کی کریہہ المنظر دیوی اور افسوس کی ستانیوالی تصویر میرے سامنے آئیں تھیں کہ میں نے مسیح موعود کے اس زمانہ میں نشان دکھانیوالے خدا کو پکارا اور ادھر میری پکار ختم ہوئی اور ادھر خدا نے اسٹیشن کے اندر ایسے سامان پیدا کئے کہ گاڑی کو واپس پلیٹ فارم پر میرے لینے کیلئے آنا پڑا اور میں حمد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ الحمد للہ الذی سخر لنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین کہتا ہوا سوار ہوا+

یہ واقعہ بادی النظر میں معمولی اتفاق معلوم ہو مگر صاحب بصیرت کیلئے اسمیں سبق ہے مومن کیلئے اپنے خدا پر زندہ خدا سمجھکر ایمان رکھنے اور آگے قدم بڑھانے کا محرک ہے۔ ان فی ذالک لآیت+

امرتسر دربار گولڈن ٹیمپل یعنے مندر موجودہ زمانہ کے سکھوں کی نہایت مقدس جگہ کو میں نے ایک گہری نظر سے دیکھا اور مجھے یہ دیکھکر افسوس ہوا کہ سکھ گو عقیدتاً ہندو نہیں مگر عملاً اُن پر ہندو معتقدات کی حکومت ہے۔ آہ جس دربار صاحب کی بنیاد حضرت میاں میر کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی تھی جس عمارت کی شان و شوکت و عظمت زمان شاہ امیر دولت افغانیہ کی دیدہ دلی کی یادگار ہے جس مندر کے مزین کرنیوالے قیمتی پتھر شہنشاہ نورالدین جہانگیر کے مقبرہ کی لوٹ ہیں اور جس پاک انسان کے نام پر بنایا گیا ہے جسے اسکے سسرال کے ملک والے باوا نانک کے نام سے پکارتے ہیں اور جسکا کلمہ کہوں تو کلمہ پڑھے بن کلمہ کل نامہ "اور زبان تھا اس جس دربار صاحب کے اندر سنہرے گنبد کی چھت کے نیچے وہ کتاب رکھی ہوئی ہے جسکے اندر "اکہ رچا" کہکر توحید کی تعلیم دیگئی ہے "اور تہیہ کر راکھے" کہکر رمضان المبارک کے روزوں کی تلقین ہے "وقت پنج گرساہی سناکر" نماز کی تاکید کیگئی ہے اور جابجا "ہوئے مسلم دین جہانئے" پر زور دیا ہے اوس آہ اوس مندر میں آج حکم ہے کہ حضرت نانک علیہ الرحمہ کے ہم مذہب دس بجے سے پہلے داخل نہ ہوں
میں نے اس توہم مغائرت کا حال دیکھکر نانک علیہ الرحمہ کی بگڑی ہوئی اُمت کیلئے دعا کی اور واپس چلا آیا+

امرتسر کا شہر حضرت مسیح موعود کی بعثت کے ساتھ خاص تعلق رکھتا ہے اس شہر میں وہ مباہلہ ہوا جسکی دعا کا اثر تھا کہ سلسلہ کو ترقی ملی اس شہر میں مباہلہ سے بھاگا ہوا اور مسیلمہ کذاب کی مماثلت کا انعام اپنے منہ سے مانگنے والا آدمی عقلمند لوگوں کو عبرت دلانے کیلئے موجود ہے اور یہی شہر ہے کہ جہاں آتھم کے ساتھ مباحثہ ہوا اور مسیحیت کو شکست ہوئی میں اس جنگ سے ایک ضروری نتیجہ نکالا کرتا ہوں [۵]

---

[۵] وہ یہ کہ جسطرح کرشن علیہ السلام کی زندگی کا ایک اہم واقعہ کروکشیتر تھانیسر کی جنگ ہے۔ اسیطرح مسیح موعود کی زندگی کا ایک بڑا واقعہ امرتسر کا جنگ مقدس ہے اور اسمیں حسب ذیل باتیں رنگ مماثلت رکھتی ہیں۔ (۱) مقام جنگ ہر دو موقعوں پر ایک تالاب ہے تھانیسر اور امرتسر ہر دو میں لفظ سر ہے جس کے معنے تالاب ہیں۔ (۲) کرشن کے مقابل کورو بعینہ اندھے تھے جو بسبب روحانی آنکھیں نہ رکھنے کے اس نام سے موسوم ہوئے مسیح موعود کے مقابل "کانا" یعنے روحانی آنکھ سے بے بہرہ دشمن آیا تھا۔ (۳) تھانیسر کی جنگ اور جنگ مقدس کا زمانہ قریباً برابر ہے۔ (۴) جسطرح تھانیسر کی جنگ کے بعد دریودھن بھاگا تھا اور بعد میں ہلاک کیا گیا تھا اسطرح آتھم شکست کے بعد بھاگا اور بعد میں ہاویہ میں گرا۔ غرض امرتسر کو احمدیت سے ایک تعلق ہے اور [illegible]

[۲] دن جبکہ ۱۰ جون کا آفتاب دنیا کو روشن کرنے کیلئے نمودار ہو رہا تھا عین اُسیوقت نیر قادیانی کا ورود احمد رضا خان کی تاثیر سے متاثر شہر بریلی میں ہوا+

اولوالعزم جماعت میں کس تبدیلی کو چاہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی سے آکر ایک نہایت ہی ضروری اور اہم کام میں مصروف رہے ۲۳ راگست ۱۹۱۶ء کے جمعہ میں آپ نے

انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم

پر ایک پرزور خطبہ پڑھا۔ آپ کے کلام میں ایک **قوت و تاثیر** آواز میں عظمت و جبروت پائی جاتی تھی۔ اس خطبہ کو خاکسار کے بیٹے (شیخ محمود احمد) نے قلمبند کیا ہے اور انشاء اللہ وہ جلد الحکم میں بھی شایع ہو جائیگا۔

اس خطبہ میں آپ نے جماعت کو اسکے **نصب العین** کی اہمیت اور اس کے حصول کیلئے عظیم الشان قربانی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک خاص امر

الاتحاد فی العمل

کی طرف توجہ دلائی۔ اور **اتحاد فی العمل** میں **امرا** کو اپنی طاقتوں اور قوتوں کو سلسلہ کے اغراض کے لئے غربا کے ساتھ متحد کرنے کی تاکید کی۔

ہندوستان کے **احمدی امرا** کا طبقہ قابل مبارکباد ہے جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے انکی دینی خدمات۔ اخلاص اور اطاعت کا خاص طور پر ذکر کیا اور پنجاب کے احمدی امرا کو متوجہ فرمایا کہ وہ خدمت سلسلہ میں اس امتیاز کو قائم رکھیں جو خدا تعالیٰ نے

پنجاب کو عطا فرمایا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پنجاب میں بھیجا اور پنجاب نے اس سلسلہ میں بہت بڑا حصہ لیا پھر **طبقہ امرا** کیوں پیچھے رہے حضرت خلیفۃ المسیح کی غرض و غایت یہ ہے کہ سلسلہ کے **کاموں** میں جب کسی شخص کو کوئی عملی حصہ لینے کا موقعہ ملے تو اس میں بلا امتیاز امیر و غریب **بنیان مرصوص** ہو کر خدمت سلسلہ میں لگے رہیں۔ امرا کی راہ میں یہ روک نہ ہو کہ غربا کے ساتھ ملکر کام کرنے میں کوئی امر انکے اعزاز و وجاہت کے منافی ہوگا۔

اموال و اعزاز کو اس راہ میں قربان کر دیا جائے اور الٰہی سلسلہ کی خدمت کے لئے عملی طور پر کوئی روک نہ رہ جاوے اگر کوئی روک پیدا ہوتی ہے تو یاد رکھو کہ پھر خدائے واحد کی پرستاری نہیں بلکہ اس میں وہ چیز جو روک ہے بجائے خود ایک **بت** ہے اس لئے سچے موحد ہو کر کام کرنا چاہئے اصل کیفیت اور حقیقت آپ کو اس خطبہ کے پڑھنے سے معلوم ہوگی۔ مگر اب بھی پتہ لگ سکتا ہے کہ **اتحاد فی العمل** ہی ایک چیز ہے جو کسی جماعت کی کامیابی کا زبردست ذریعہ ہے اور **اتحاد فی العمل** کے لئے جو چیز سب سے بڑی روک ہو سکتی ہے وہ **خودنمائی** ہے آپ چاہتے ہیں کہ جماعت کے کسی فرد میں خواہ وہ عالم ہے یا امیر یا کسی اور حیثیت سے وجاہت رکھتا ہے اسکی دولت اس کا علم اس کی وجاہت اس کے لئے ٹھوکر کا پتھر نہ ہو اور وہ اس کے اندر **کبریائی** اور **انانیت** پیدا نہ کرے جس سے جماعت کے **شیرازہ اتحاد** میں نقص کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

اس نصیحت پر عمل کرنے سے عملی قوت جس قدر بڑھ سکتی ہے اور **شیرازہ قومی** جس قدر مضبوط ہو سکتا ہے وہ ایک ظاہر بات ہے خدا تعالےٰ کے فضل کی بات ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے **حیات ملی** پر ایک سلسلہ مضامین شروع کیا ہے اور خدا تعالیٰ جماعت کے امام کے دل میں ایک تحریک ڈالتا ہے کہ

وہ جماعت کی زندگی کے اصل اول

پر ایک پرزور سرمن دیتا ہے۔ کوئی قوم کوئی جماعت زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس میں

اتحاد فی العمل کی روح کام نہ کرے

اور **اتحاد فی العمل** پیدا نہیں ہو سکتا جب تک **اخلاص** پیدا نہ ہو اور یہ نہیں آسکتا جب تک وہ بت جو انسان کے دل میں **خودنمائی** اور **انانیت** کے رنگ میں مختلف صورتوں میں ہوتے ہیں توڑ نہ

ڈالے جائیں +

امرا کی جماعت زیادہ سے زیادہ یہ سمجھ لیتی ہے کہ وہ اپنے چندوں میں بڑی رقمیں دیدیں - خدا کے حضور یہ بھی ایک قابل قدر چیز ہے مگر حضرت خلیفۃ المسیح جو چاہتے ہیں اور جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ سلسلہ کے کاموں میں انہیں عملی حصہ لینا چاہیئے اور جو کام بھی انکے سپرد ہو خواہ بظاہر وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو یا کیسے ہی چھوٹے آدمی کے ساتھ مل کر انہیں کرنا پڑے اس میں کوئی چیز ان کے لئے روک نہ ہو - کام کرنے والوں کو مدنظر سلسلہ کی خدمت ہو اور وہ یہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں کام کرنے کا موقعہ دیا ہے نہ یہ کہ وہ سلسلہ پر کوئی احسان رکھیں بلکہ

منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتت

انکے زیر نظر ہے پس جماعت کا ہر فرد اپنے اندر مطالعہ کرے کہ وہ خدمت سلسلہ کے لئے کس حد تک تیار ہے وہ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ سعادت دی ہے کہ وہ سلسلہ کا کوئی عملی کام کرتے ہیں وہ پہلے سے زیادہ مستعد ہو کر مصروف ہو جائیں اور وہ جنہیں موقعہ نہیں ملا اور ملا تو بد قسمتی سے کسی بت نے انہیں پیچھے رہنے دیا ہے وہ قدم بڑھا کر آگے ہو جائیں اور رضا و تسلیم کے میدان میں آگے بڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح کی مرضی کے ماتحت اس کام میں اپنی قوتوں کو مجتمع کر دیں جس پر وہ پسند کرے - اس **اتحاد فی العمل** کے نیچے **کامیابی کا راز** مخفی ہے اور

حضرت اولوالعزم قوم میں اتحاد فی العمل چاہتا ہے

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم (حصہ اول)

مکتوبات احمدیہ کی پانچویں جلد کئی نمبروں میں شائع ہوگی کیونکہ اسمیں وہ مکتوبات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخلص خدام کے نام لکھے ہیں اس سلسلہ میں پہلا حصہ حضرت سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا رضی اللہ عنہ مدراسی کے نام خطوط سیٹھ صاحب کی مختصر سی سوانح درج کیگئی ہے قیمت فی جلد ۸ر + ڈیٹر الحکم

پُر اسرار مرض سے محفوظ رہنے کی ترکیب

وہ پر اسرار مرض جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ماتحت ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اپنا اثر دکھا چکا ہے اب عام ہو رہا ہے - امراض کے متعلق آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا علاج اور دوا نہو +

اصل علاج تو اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع اور انابت ہے لیکن ظاہری اسباب کے تحت جو علاج ہیں اسکے لئے لکھنؤ کی میونسپلٹی نے ایک اطلاع شایع کی تھی فائدہ عام کے لئے اُسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

پُر اسرار بیماری سے محفوظ رہنے کی ترکیب

پر اسرار بیماری سے محفوظ رہنے کے لئے لکھنؤ کی میونسپلٹی نے یہ اعلان شایع کیا تھا کہ یہ مرض رومال وغیرہ کی مدد سے ایک آدمی سے دوسرے آدمی تک پہنچتا ہے - اس سے بچنے کے لیے حسب ذیل احتیاطیں عمل میں لانی چاہئیں:- (۱) سردی اور تکان سے بچنا - (۲) کثرت شراب سے پرہیز (۳) اُن مقامات پر نہ جانا - جہاں پر لوگ کثرت سے جمع ہوں - (۴) حتی الامکان گرم لباس پہننا چاہیئے (۵) یوکلپٹس آئل رومال پر چھڑکنا چاہیئے - ان کے علاوہ ذیل کی احتیاطیں وبا کے روکنے میں کارگر ثابت ہوئی ہیں (۱) مریض کو فوراً علیحدہ کمرے میں رکھنا چاہیئے اور اُسے دافع تعفن دوائیں سونگھنے کے لئے دی جائیں - (۲) مریض کے تھوک کو اگالدان میں ڈالا جائے جس میں کوئی ایسی دوا پڑی ہو - جو جراثیم کو مارنے والی ہو اور اسکو دفن کر دیا یا جلا دیا جائے - چونکہ یہ وبا پنجاب میں بھی آپہنچی ہے - اس لئے ان ہدایات پر خاص طور سے عمل کرنا مناسب ہے - اگر ان ہدایات پر لاہور میں بھی عمل کیا جائے تو فائدہ ہونے کی امید ہے +

اُسوۂ حسنہ

ارادہ ہے اور خدا ہی کے فضل پر بھروسہ ہو کہ وقتاً فوقتاً حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت سے فیض یافتہ قوم صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے واقعات زندگی میں سے کچھ نہ کچھ پیش کرتا رہوں۔ جس سے ان کی تقلید واتباع کا جوش اور تحریک ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔

جس حال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ جماعت اس امر کی مدعی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی سے فیض یافتہ قوم ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے اندر وہی روح اور وہی حرارت پیدا نہ ہو ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئے اور صحابہ کی اولوالعزمیوں ان کی ہمتوں اور قربانیوں کے اسوہ حسنہ کو اپنے سامنے رکھنا ضروری ہے۔ اور یقیناً یاد رکھو کہ اگر وہی روح ہمارے اندر پیدا نہیں ہوئی تو محض لاف وگزاف سے کچھ حاصل نہیں اور ہماری حالت اس نادان بچے سے بڑھکر نہ ہوگی جو محض چھلکے پر خوش ہو رہا ہو پس ضرورت ہے کہ اس جذبہ اور کیفیت کو پیدا کرنے کیلئے ہم اس عظیم الشان گروہ کی زندگیوں کے واقعات پر نظر کریں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ اور جن کے نام میں وہ قوت اور تاثیر ہے کہ ۱۳۲۶ سال کے گذر کے باوجود بھی دلوں میں ایک بجلی پیدا ہو جاتی ہے پس ہم اپنے دعاوی میں محض لاف زن قرار دئے جائیں گے اگر ہماری قربانیاں اور ہمارے اعمال اس تاثیر اور رنگ میں ڈوبے ہوئے نہ ہونگے اور اس سے نہ صرف یہی نقص ہوگا کہ ہم اپنے دعوی میں باطل قرار دئے جائینگے بلکہ اندیشہ ہے ہماری کمزوریاں اور سہل انگاریاں اس صادق اور مصدوق پر بھی موثر ہوں جس کے طفیل سے ہم اس صف میں کھڑے ہونے کے مدعی ہوئے ہیں۔

غرض اس خیال کو مدنظر رکھکر میں نے چاہا ہے کہ صحابہ کی حالت کو وقتاً فوقتاً پیش کروں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو توفیق دے کہ ہم اس رنگ سے رنگین ہو کر اس فضل کے جاذب بنیں۔ جو آنپر نازل ہوا۔ آمین۔ ایڈیٹر

تفویض و اطاعت

عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

تم نے غور کیا ہوگا کہ عالم کی اکثر قوتیں ایک قوت کے تابع ہوتی ہیں۔ اور اس ایک ہی قوت پر تمام قوتوں کی ہستی کا دارومدار ہوتا ایک جرنل کی بہادری ہزاروں اور لاکھوں کو بہادر بنا سکتی ہے اور اسی ایک کے جبن و بزدلی سے کل فوج ذلت و نامرادی کا جام پی لیتی ہے۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی مثالیں بکثرت پیش لائی جا سکتی ہیں۔ مگر ان سب سے گذر کر نظام عالم کی ایک مجموعی مثال سامنے لاؤ جس طرح تمام عالم کی طاقت وحرکت کا سرچشمہ ایک جرم آفتاب ہے اور بغیر سورج کے اس عالم کی نزہت ورونق قائم نہیں رہ سکتی بعینہ یہی حالت مذہب کی بھی ہے۔ کل مذہبی اعمال وافکار اور حرکت وسکون کا سرچشمہ محض اُس شخص کا وجود ہوتا ہے جو مذہب کا منادی بنکر آتا ہے اور ایک صحیح تعلیم الٰہی لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی پیش کردہ صداقت کا مکمل نمونہ ہو تو اسکی قوت جذب وکشش عالم کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور پھر اسی کی حرکت وقوت میں وہ زور پیدا ہو جاتا ہے کہ تمام عالم اس حرکت میں لایا جا سکتا ہے۔ طبقات الارض اس سے اُلٹے جا سکتے ہیں اور زمین وآسمان زیر وزبر کئے جا سکتے ہیں۔

حکما کہتے ہیں کہ انسان میں بالطبع نقل کا مادہ موجود ہے جیسا دیکھتا ہے ویسا کرتا ہے۔ اسی کو ارسطو اصول محاکات سے تعبیر کرتا ہے۔ لیکن مذہب ایک حقیقت ہے جس کو اسوۂ حسنہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو مبعوث کرتا ہے اور بار بار انکی زندگی اور انکے اعمال

کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اسی طرح عہد انبیا کے جو مقدس نفوس ہیں اُنکے سوانح و حالات کو بھی پیش کرتا ہے۔ جہاں قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو لقاء اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا (احزاب) وہاں صحابہ کے متعلق بھی ارشاد فرمایا لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر ومن یتول فان اللہ غنی حمید (۶:۶۰) ایک دوسرے مقام پر حضرت ابراہیم کے اسوہ حسنہ کے ساتھ اُنکے متبعین کے بھی اسوہ حسنہ کا ذکر کیا گیا قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ (ممتحنہ:۴) ایک جگہ حکم ہوا کہ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول تو اس کے بعد ہی متصل فرمایا واولی الامر منکم اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام اولی الامر کے اولین مصداق ہیں پس جس طرح اسوہ انبیاء کرام کو یاد دلایا گیا ہے۔ اسی طرح آغوش نشینان عہد نبوت کے اسوہ حسنہ اور طریق عمل کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (بخاری)+

(تفویض اور اسوہ حسنہ)

تفویض کے معنے کسی شی کو سونپ دینے کے ہیں۔ قرآن حکیم اور احادیث و آثار اس لفظ کو کمال مرتبہ ایمان کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہ تصریح واضح کرتے ہیں کہ جب تک یہ مرتبہ حاصل نہو اس وقت تک کوئی انسان مومن کامل نہیں ہو سکتا۔

تفویض اسلامی سے مقصود یہ ہے کہ ایک انسان اپنے اندر اور اپنے سے باہر جو کچھ رکھتا ہے وہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کر دے اور یقین کرے کہ میری جان اور میری جان کے لوازم میں سے جو کچھ ہے وہ میرا نہیں بلکہ اللہ اور اسکے کلمۂ حق کا ہے تمام کائنات عالم اسی تفویض پر قائم ہے+

روح اگرچہ ہمارے جسمانی پیکروں میں ہے مگر ہر وقت خیال یہ ہو کہ یہ ہماری نہیں بلکہ کسی اور کی ہے۔ مال و متاع۔ دولت و تمول ہمارے خزانوں میں مقفل ہو۔ مگر یہ یقین ایک لمحہ کے لئے بھی ہم سے جدا نہ ہو کہ یہ سب کچھ ہمارا نہیں بلکہ کسی دوسرے کا ہے۔ اعزا و اقارب کا رشتہ الفت ہمارے گلے میں ہو۔ مگر اس ایک رشتہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر آن تمام رشتوں کو توڑا جا سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہ وا ولادہ ونفسہ۔ اسوقت تک مومن کامل کوئی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کی جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ میں عزیز نہ ہو جاؤں +

اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا۔ جان۔ اہل و عیال مال۔ اور اگر غور کرو تو انسان کی محبوبات و مطلوبات میں سے جو کچھ ہے سب اسی کے اندر ہے۔ اس سے باہر کچھ نہیں۔ سب سے پہلے وہ اپنی جان اور زندگی کا عاشق ہے اور یہ وہ عشق ہے جو اس سے صد ہا عشقوں کو چھڑا دیتا ہے۔ پھر اہل و عیال کی محبت و تعلق کا مرتبہ ہے کہ بسا اوقات انسان اپنی جان کو قربان کر ڈالنا چاہتا ہے مگر اپنی اولاد و عیال کو دکھ میں نہیں دیکھ سکتا اس کے بعد مال ہے اور اس کی محبت کی زنجیریں بھی بڑی ہی سخت ہوتی ہیں۔ مال اس کی زندگی کے قیام کا ذریعہ۔ اس کی محنت کا حاصل اور اس کے بقا کے لئے وسیلہ غذا ہے +

پس اس حدیث میں مومن کی زندگی اور مرتبہ ایمان کی تکمیل کی یہ تصویر کھینچی گئی ہے کہ جان۔ مال۔ اہل و عیال۔ سب کی محبت کے رشتوں پر ایمان و حق کا رشتہ غالب آجائے اور صاحب قرآن و داعی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت و متابعت کے آگے کوئی چیز حتی کہ خود اپنی جان بھی وسیع نہو۔ یہی تفویض ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ایمان و اسلام ہے جس کی عملی تصویر ہم کو صحابہ کی زندگی میں نظر آسکتی ہے +

اس حدیث کے مطابق تفویض کی ہم بھی تین قسمیں قرار دیتے ہیں۔ تفویض نفس۔ تفویض مال۔ اولاد۔ اور ان تینوں قسموں کے لحاظ سے ہم صحابہ کرام کے جستہ جستہ واقعات پیش کرینگے +

اس سلسلہ میں ہم ترتیب خلافت کو ملحوظ رکھکر پہلے خلفاء اربعہ کی مقدس زندگی پر نظر ڈالتے ہیں +

حضرت صدیق رضؓ

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے چند متفرق واقعات یکجا کرینگے جن سے اُن کے تفویض مال و متاع کا اسوہ حسنہ واضح ہوتا ہے +

(۱)

دنیا اسلام جانتی ہو کہ حضرت بلال نے صدر اسلام میں جب زمین اسلام پر قدم رکھا تو مصایب و آلام نے اُن کو کس طرح گھیر لیا تھا۔ اور کفار عرب کیسے ہیبت ناک عذاب اُنکو دیا کرتے تھے؟ یہ زہرہ گداز خبر جب حضرت ابوبکر کے گوش گذار ہوئی تو بے اختیار تڑپ اُٹھے۔ رسول اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "کاش اس وقت میرے پاس مال ہوتا تو میں بلال کو خرید لیتا"۔ آخر کار پھر جس طرح ممکن ہوا جستجو کر کے اُن کو خریدا اور آزاد کر دیا (ترمذی وغیرہ) +

تفویض مال کی یہ سنت حسنہ صرف ایک ہی مرتبہ اُن سے ادا نہیں ہوئی۔ بلکہ بعینہ اس قسم کے متعدد واقعات ظہور میں آئے۔ چند مرتبہ مختلف غلاموں کو گرفتار عذاب دیکھا اور خرید کر آزاد کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت بلال کی طرح جو غلام خریدے گئے اور پھر آزاد کئے گئے۔ انکا شمار سات تک ہے (استیعاب ج ۱۔ ص ۳۴۲) +

(۲)

جب حضرت ابوبکر مشرف باسلام ہوئے ہیں تو اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ عرب جاہلیت میں اس قدر روپیہ کا ہونا ایک غیر معمولی دولتمندی تھی لیکن حضرت ابوبکر نے یہ تمام روپیہ راہ اسلام میں بے دریغ لٹا دیا حتی کہ خود آنحضرت نے فرمایا ما نفعنی مال ما نفعنی مال ابی بکر۔ یعنے ابوبکر کے مال کے برابر کسی کے مال نے مجھکو نفع نہیں دیا (استیعاب ج ۱ ص ۳۴۲) +

ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم نے صحابہ سے سوال کیا کہ آج جنازہ کی نماز کس نے پڑھی؟ تمام خاموش رہے مگر حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے۔ اسی طرح آپ نے چند سوال کئے اور سب کے جواب میں سامعین نے سکوت کیا۔ حضرت ابوبکر نے سب کے جواب میں ہاں کہا۔ یہاں تک کہ آپ نے دریافت فرمایا مسکین کو آج کھانا کس نے کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ میں نے۔ اس کے بعد ارشاد نبوی ہوا۔ وجبت له الجنة (مسلم جزء ۲۔ ص ۲۷۴) +

(۳)

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت نے ہم تمام صحابہ کو صدقہ کرنیکا حکم دیا۔ میرے پاس کافی مقدار میں مال موجود تھا میں نہایت خوش ہوا کہ آج قطعاً جناب صدیق سے بازی لے جاؤنگا۔ آخر کار نصف مال میں نے گھر چھوڑا اور نصف لاکر حضرت نبوی میں پیش کر دیا لیکن حضرت ابوبکر کل مال لے آئے۔ آنحضرت نے مجھسے سوال کیا کہ تم اپنے اہل وعیال کے لئے کس قدر مال رکھ آئے ہو؟ میں نے کہا کہ نصف یہی سوال جناب ابوبکر سے کیا گیا۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ کچھ نہیں۔ خدا اور اس کے رسول کا نام میرے اہل وعیال کا سرمایہ اور میرے گھر کی دولت ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ اب میں کبھی حضرت ابوبکر سے آگے قدم نہیں رکھ سکتا (ترمذی۔ ج ۲۰) +

(۴)

تم صدر اسلام کی صعوبتوں کو دیکھو۔ اسوقت عالم اسلامی کی

بینوائی کو دیکھو۔ یکسر غربت و افلاس کو دیکھو۔ ہر وقت بلاؤں اور مصیبتوں کا حصار و ہجوم دیکھو۔ پھر سوچو کہ کیا صحابہ کرام کو یہ خیال نہ تھا کہ آج گھر لٹا کر کل کیا کھائینگے؟ کیا انکو یہ خبر نہ تھی کہ اس عالم افلاس میں بظاہر دولت کے آنے کی کہیں سے بھی توقع نہیں۔ پھر گذران اوقات کیونکر ہوگی؟ بھوکے بچے کیا کھائینگے؟ بھوک پیاس سے اُن کا تڑپنا کس طرح دیکھا جائیگا؟ یہ تمام خیالات اُنکے سامنے بھی تھے۔ اور آج کی طرح وہ بھی عاقبت بین تھے۔ تاہم اُنکے قلب میں ایمان تھا۔ سینہ میں جوش تفویض تھا۔ سر میں عشق اطاعت رسول کا سودا تھا۔ رگوں میں جان نثارانہ خون تھا۔ اور ایثار و جان فروشی کا طوفان زور سے بل رہا تھا جس کے زور سے یہ تمام بندھن کٹ جاتے ہیں۔ اور جب یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے تو پھر لوٹنے میں نہیں بلکہ لٹانے میں مزہ آتا ہے۔ بننے میں نہیں بلکہ بگڑنے میں خوشی ہوتی ہے۔ اقامت میں نہیں بلکہ غربت میں عیش و سرور معلوم ہوتا ہے۔ بہشت نما قصروں میں نہیں بلکہ ہیبت ناک جنگلوں میں لطف آتا ہے۔ اگر تمہاری مادی آنکھیں اس عالم وجد و سرور کو محسوس نہیں کر سکتیں تو صفحۂ قرطاس پر تو ان واقعات کو دیکھ سکتی ہیں۔ فہل من مدکر؟

لیجئے اب خدا کے فضل سے کوئی اندیشہ نہیں رہا پنجابی گزٹ کی اپنی ضمانت داخل ہو گئی۔ تخفیف قیمت کا اعلان

الحمد للہ کہ مبلغ دو ہزار روپیہ نقد حاجی محمد قاسم صاحب کا (بقیہ زر ضمانت) واجب الادا ۲۰ اگست ۱۹۱۸ء کو ادا کر دیا گیا اور اُنہوں نے باضابطہ انتقال ضمانت کی درخواست دیکر ضمانت ہمارے نام منتقل کرا دی۔ اور اب اُنکو کوئی سروکار نہیں رہا۔ انشاء اللہ آئندہ ہفتہ سے پنجابی گزٹ حسب معمول اشاعت پائیگا۔ ناظرین اطمینان فرمائیں۔ مگر جن اصحاب سے ہم نے یہ رقم قرض لی ہے۔ اس کی ادائیگی بہت جلد کرنی ہے جسکی بہترین تدبیر یہ ہے کہ ایک معقول تعداد جدید پیشگی قیمیوں کے خریداروں کی ہم پہنچائی جائے لہذا ہم اعلان کرتے ہیں کہ بجائے چھ روپیہ ... سالانہ عارضیاً لغایۃ آخر ستمبر ۱۹۱۸ء رعایتی قیمت للعہ سالانہ ... لی جائیگی۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمدردان ملک و قوم اور علم دوست اصحاب رعایتی قیمت سے بطور امداد پنجابی گزٹ کی خریداری سے ہماری مالی اعانت فرمائینگے

المعلن خاکسار خادم ملک و قوم کرم الٰہی مالک ایڈیٹر پنجابی گزٹ بریلی

حیاتِ ملّی کے اسباب

نمبر دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس سے بوضاحت ثابت ہے کہ آپ کی دعوت و تبلیغ ابناء دنیا کے مجوزہ مسلکوں سے بالکل الگ اور جدا تھی۔ اس کی تائید میں ایک اور امر پیش کروں گا اور پھر اس سلسلہ کو آگے انشاء اللہ لیجاؤں گا۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں دائرۃ التالیف شبلی کا تذکرہ گذشتہ صحبتوں کی یاد کے عنوان کے ماتحت کیا گیا ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ درج کئے تھے:-

> ہم کوئی کام ان لوگوں کی وساطت اور معیت سے کرنا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ زمینی ہیں۔ ان کے اغراض کبھی خالص اور صحیح ہو نہیں سکتے اور خدا تعالیٰ نے کبھی روا رکھا ہی نہیں کہ اس کا کام مادی اور زمینی آدمی کا مرہون منت ہو۔ فرمایا آپ گھبرائیں نہیں۔ ہمارا سلسلہ کامیاب ہوگا۔ اور ضرور کامیاب ہوگا۔ اور آسمانی راہوں سے ہوگا

اور فرمایا

> "مجھے ان لوگوں کی کارروائیوں سے شدید قبض پیدا ہوتی ہے میں صاف دیکھتا ہوں کہ انکا تعلق اس خدائے قادر مطلق سے قطعاً نہیں جس کے سہارے سے ہم چلتے ہیں۔ اور اس پر امیدیں باندھے بیٹھے ہیں"

یہہ واقعہ بھی آپ کے طریق دعوت کے امتیاز کو ظاہر کرتا ہے۔ اس جگہ مجھے یہ نہیں دکھانا کہ تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے لئے ہمارا مسلک کیا ہونا چاہئے بلکہ مجھے صرف اسی قدر ظاہر کرنا ہے کہ آپ کی دعوت تبلیغ مادی اور زمینی طریقوں سے نرالی تھی۔ اور

وہ منہاج نبوت پر تھی۔ آپ کی نظر سراسر آسمان پر تھی اور اس پر پیا یقین تھا کہ کسی زمینی انسان کو اپنی تدابیر پر نہیں ہو سکتا۔

یہی ایک دعوت ہے جو کامیاب ہو سکتی ہے۔ اور احیاء امت اور تجدید ملت کے لئے یہی ایک طریق کارگر ہو سکتا ہے۔ گو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابتداً اس دعوت کے لئے بہت مشکلات اور دقتیں ہوتی ہیں۔ اب اس امر کے سمجھ لینے کے بعد کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت ایک امتیازی رنگ رکھتی ہے اور ابناء دنیا سے بالکل الگ ہے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے جس قوم کو تیار کیا ہے اس کے فرایض اور اعمال کے لئے کیا کیا ہونا چاہئے۔ آیا وہ دوسری قوموں اور انجمنوں کے اصول پر عمل پیرا ہو کر فوز و فلاح کی راہوں کو حاصل کر سکتی ہے یا اسے تعلیم الٰہی کے ماتحت اپنے اعمال کو رکھنا لازمی ہے اور جو قواعد اور آداب کامیاب قوم کے خدا تعالیٰ نے تجویز کئے ہیں انہیں اختیار کرنا لازمی ہے اس سوال کا جواب نہایت آسان اور بالکل صاف ہے کہ جس حال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت زمینی اصولوں پر مبنی نہیں اور وہ کسی قوم یا شخص کی تقلید سے کام نہیں کرتے رہے۔ اسی طرح پر ہمارے لئے ترقی اور کامیابی کے وہ طریق نہیں ہو سکتے جو دوسری قوموں نے تجویز کئے ہیں گو بظاہر ان میں کوئی رنگ کامیابی کا نظر آتا ہو بلکہ ہمیں اسی طریق کو اختیار کرنا لازمی ہو گا جو قرآن کریم نے بتایا ہے اور اس کے اختیار کرنے میں ہم کو کبھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے

خواہ کسی بھی قسم کی قربانی کرنی پڑے

اپنے طریق عمل اور نصب العین کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں دیکھنا ہے کہ وہ کیا اصول اور ضوابط ہیں۔ اس کی تشریح کے لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اولین یہ تھی کہ

ہمارے عقاید و اعمال کی اصلاح کریں

اعتقادی غلطیوں کی اصلاح کے بعد اعمال کی اصلاح کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کیونکہ اعمال علی العموم عقاید کے ماتحت چلتے ہیں مثلاً ایک عیسائی جو اعتقاد رکھتا ہے کہ ہمارے گناہ حضرت مسیح کے کفارہ سے دور ہو گئے تو اس عقیدہ کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے اندر گناہ سے بے خوفی اور اس کے لئے ایک دلیری پیدا ہو جائے گی۔

یا ایک شخص اس بات کو اپنے عقاید میں داخل سمجھتا ہے کہ دنیا کی مختلف چیزیں جو کسی رنگ میں مفید یا مضر ہوں خدا ہو سکتی ہیں تو وہ علوم صحیحہ سے بالکل کورا رہ جائیگا۔ اور صداقت کی روح اس کے اندر پیدا نہیں ہوگی۔ بس پہلی بات عقاید کی اصلاح ہوگی اور ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں آتے ہیں تو پہلے اخلاقی وعظ شروع نہیں کر دیتے پہلے خدا تعالیٰ پر ایمان اور اپنی رسالت کو منواتے ہیں۔ اصلاح عالم کا پہلا سبق یہاں ہی سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے پہلا کام احیاء ملت کیلئے تصحیح عقاید ہے۔ جب تک ہم یہ غور نہ کریں کہ ہمارے عقاید کس حد تک قرآن مجید کی تعلیم کے نیچے ہیں اس وقت تک احیاء و اصلاح کا کام چل نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے ساتھ پہلا کام یہی کیا کہ جو اعتقادی غلطیاں فیج اعوج کے زمانہ میں پیدا ہو گئی تھیں انکی اصلاح کیلئے اعلان کیا اور عقاید صحیحہ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

اسی بنا پر لوگوں نے جیسا کہ قدیم سے طریق چلا آتا ہے آپکی مخالفت کی اور مخالفت میں اس درجہ شدت کی کہ آپکے قتل کے فتوے دئے گئے اور آپکی جماعت کو دکھ دئے جانے جائز اور روا رکھے گئے۔ یہ آگ اب تک سلگ رہی ہے اور جہاں ابتداً احمدی سلسلہ شروع ہوتا ہے مخالفت کیلئے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جو انکے بس میں ہوتا ہے کر گزرتے ہیں۔

غرض اصلاح عقاید کے بعد اعمال شروع ہوتے ہیں میں اپنے اس سلسلہ میں اعمال ہی کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔